رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُل اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام منیجر ہو۔

ایڈیٹر:- غلام نبی۔ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

جلد ۷ | ۲۹ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء | پنجشنبہ | مطابق ۶ جمادی الاول سنہ ۱۳۳۸ھ | نمبر ۵۶

فہرست مضامین

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ بخیریت ہیں ۲۵۔ جنوری سنہ ۱۹۲۰ء کو بعد نماز مغرب ایک نو وارد صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی سے احمد بیگ والی پیشگوئی کے متعلق پوچھا جس کے جواب میں حضور نے ایک مختصر تقریر فرمائی۔

خوشی کی بات ہے۔ کہ یہاں کے قدیم باشندوں کو بھی دین کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔ اور احمدی علماء سے اپنے شکوک اور شبہات رفع کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کی مدد فرمائے۔ اور ان کی آنکھیں کھولے تاکہ وہ ان نشانات کو دیکھ سکیں جنہیں دور دراز کے لاکھوں انسانوں نے دیکھ کر قادیان میں مبعوث ہونیوالے برگزیدہ خدا کو پہچانا۔ آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور ایک نومسلم انگریز کا خط

السلام علیکم۔ میرے نہایت اچھے اور نہایت محبوب ہادی میں خدا تعالیٰ کا ایک ناکارہ بندہ ہوں جو اپنے عاجزانہ طرز پر خدا کے قانون کی پیروی کرتا۔ اور خدا تعالیٰ کی عبادت کے لئے اس کے تمام احکامات کی ظاہراً و باطناً تعمیل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اور آج مجھے حضور کی خدمت میں چند سطریں لکھتے وقت خوشی کا احساس ہے نہایت مقدس ہادی! میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ حضور کی پاک دعاؤں اور برکتوں سے بہرہ اندوز ہوں اگرچہ میں بہت دور ہوں۔ تاہم خدا تعالیٰ اپنے رحم سے مجھ پر بہت سے ایسے امور کا اظہار کر رہا ہے جو میں نے قبول اسلام سے قبل اپنی زندگی میں کبھی مشاہدہ نہ کئے تھے۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے۔ جو میرے دل کو مسرت سے لبریز اور خاموشی کے گھنٹوں میں جبکہ میرا دل خداوند تعالیٰ کے حضور حاضر ہوتا ہے میری آنکھوں کو آنسوؤں سے تر کرتی ہے۔ میرا خدا وہ خدا جو لَا تَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ سے متصف اور ہماری دعاؤں کو سننے والا ہے۔

میں صداقت کی خوش کرنیوالی بشارت سے پر ہوں اور اپنے حلقوں میں تنہا اپنی زندگی میں پیغام حق کی اشاعت کرنے میں مصروف ہوں۔ چونکہ مجھے کاروبار اور خانگی معاملات میں بعض ہاتھوں سے تکلیف ہے جس کو میں خدا کیلئے برداشت کر رہا ہوں۔ اس لئے حضور سے خاص دعا کا ملتجی ہوں۔ یہ مخالفت مجھے اسلام

میں مضبوط اور پختہ کر رہی ہے ۔ خدا تعالیٰ نے جو رؤیا مجھے تھوڑے عرصہ میں دکھائی ہیں ۔ ان میں سے دو حسب ذیل ہیں :-

(۱) اخویم نیر بیٹھے ہوئے تھے ۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے ان کے سر پر ایک تاج رکھ دیا ۔ اور اخویم موصوف سے کہا ۔ کہ وہ اس سردار مقدسین کے نعلین مجھی (راقم) کو دیدیں ۔ پھر میرے سر پر تیل ملا گیا ۔

(۲) دو راتیں گذرتی ہیں ۔ کہ میں نے ایک نہایت عجیب رؤیا دیکھی ۔ اور حضور کو اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رؤیا میں دیکھا ۔ حضور اور حضرت موسیٰ علیہ السلام ہمارے سٹار سٹریٹ کی چھوٹی سی مسجد میں داخل ہوئے ۔ اور یہ مسجد بڑی ہو گئی ۔ اور بہت سے لوگ نماز میں شامل ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضور نے امام ہو کر نماز پڑھائی ۔ پھر حضور اور موسیٰ علیہ السلام نے اخویم نیر کے ہاتھ پکڑ لئے ۔ اور مجھے اشارہ کر کے کہا ۔ "یہ ہمارا اچھا محبوب خادم ہے جس پر ہم خوش ہیں ۔ پھر کمرے میں داخل ہو کر میں نے اخویم مفتی صاحب کو دیکھا کہ وہ اپنا سفری بیگ تھامے ہوئے ہیں ۔

گذشتہ رات مجھے سنا ۔ کہ اخویم مفتی صاحب بجائے نائیجیریا کے امریکہ کو جا رہے ہیں ۔ میں خیال کرتا ہوں کہ یہ خداوند تعالےٰ کی مرضی ہے ۔ کہ وہ اس ملک میں جائیں ۔ وہ مسیحیت کے مسلمات سے خوب واقف ہیں

۱۳ - نومبر کو ایتوار کے جلسے میں جو بہت بارونق تھا اخویم مفتی نے "اصلاح شدہ بائبل قرآن ہے" پر شاندار تقریر کی ۔ اخویم سیال پیارے بھائی نیر اور خود خاکسار نے بعد میں تقریریں کیں ۔

میں دیکھتا ہوں ۔ لنڈن آنیوالے دنوں میں مشرقی پیروان اسلام کے لئے ایک برکت ہو گا ۔

میں خداوند تعالیٰ کی مدد سے ایک انجمن بنانے کی تجویز کر رہا ہوں ۔ کہ کچھ فنڈز جمع کریں ۔ اور لوگوں کے دلوں تک صداقت کے ساتھ پہونچنے کے ذرائع سوچیں ۔

حضور کا مخلص

سلمان فنیتھ

اخبار احمدیہ

جناب مفتی صاحب کی امریکہ کو روانگی

۲۵ - جنوری کو مفتی محمد صادق صاحب کی طرف سے تار موصول ہوا ہے ۔ جس سے ظاہر ہے کہ وہ ۲۴ - جنوری کو ولایت سے امریکہ جانیوالے جہاز پر سوار ہو جائینگے ۔ گویا ۲۴ کو وہ وہاں سے روانہ ہو چکے ہیں ۔ نئی دنیا میں ہمارا نیا مشن قائم ہوتا ہے ۔ فالحمد للہ علی ذالک ۔

تمام احباب خاص طور پر دعا فرماویں کہ مفتی صاحب امریکہ صحیح سلامت پہونچ جاویں ۔ اور ہمارا یہ نیا مشن بہت جلد کامیاب ہو ۔ والسلام

خاکسار رحیم بخش ۔ ناظر تالیف و اشاعت قادیان

مسٹر ساگر چند بیرسٹر کے متعلق اطلاع

احباب یہ سنکر خوش ہونگے ۔ کہ مسٹر ساگر چند بیرسٹر ایٹ لاء کو لائسنس مل گیا ہے ۔ اور انہوں نے لاہور میں پریکٹس شروع کر دی ہے ۔ امید ہے جن احباب کو لاہور میں قانونی امداد کے لئے بیرسٹر کی ضرورت پیش آئیگی ۔ وہ مسٹر موصوف سے فائدہ اٹھائینگے اور اپنے دوستوں اور واقف کاروں کو بھی ان کی طرف رجوع لانے کی اطلاع دینگے ۔

ایک نہایت ضروری اعلان

قادیان کے دفاتر میں سکرٹری و پریزیڈنٹوں کے پورے اور صحیح پتے درج نہیں ہیں ۔ جس کی وجہ سے بہت ہرج واقعہ ہوتا ہے ۔ بعض سکرٹری یا پریزیڈنٹ کو ضروری چٹھی بھیجی جاتی ہوتی ہے ۔ غلط پتہ کے سبب وہ واپس گھوم کر آ جاتی ہے ۔

اس بارے میں پہلے بھی ناظر اعلیٰ نے پتہ درست کرانے کے لئے اعلان کرایا تھا ۔ لیکن بہت تھوڑے دوستوں نے پتے درست کرائے ہیں

اب چونکہ امور عامہ حضرت صاحب کے منشار کے ماتحت بعض اور ضروری اور اہم کام شروع کرنے لگا ہے اور وہ کام شروع نہیں کئے جا سکتے ۔ جب تک کہ سکرٹری و پریزیڈنٹوں کے نام اور پتہ معلوم نہوں ۔ اس لئے میں ہر ایک انجمن کے سکرٹری صاحبان کو توجہ دلاتا ہوں ۔ کہ وہ بہت جلد آخر جنوری سنہ ۱۹۲۰ء تک سکرٹری و پریزیڈنٹ کا پورا نام و پتہ دفتر امور عامہ میں لکھ کر بھیجدیں ۔ اگر آپ کی انجمن ضلع انجمن ہے ۔ تو آپ اپنی ماتحت انجمنوں کے نام معہ ان کے سکرٹری اور پریزیڈنٹوں کے مطلع فرماویں ۔ اور آئندہ خیال رکھا جاوے ۔ کہ جب کوئی سکرٹری یا پریزیڈنٹ تبدیل ہو ۔ تو نئے سکرٹری و پریزیڈنٹ کا پتہ ساتھ کے ساتھ تبدیل کراتے رہیں ۔ تا امور عامہ کا رجسٹر ہر وقت صحیح رہے میں اُمید کرتا ہوں کہ سکرٹری صاحبان حضرت صاحب کے ان کاموں میں جو وہ امور عامہ کے ذریعہ کرانا چاہتے ہیں جو محض جماعت کی بہتری کے ہی لئے کئے جانے والے ہیں ۔ اپنی ایک تھوڑی سی سستی کے سبب روک کے موجب نہیں گے ۔ والسلام

زین العابدین ولی اللہ ۔ ناظر امور عامہ قادیان

بہت جلد

تمام سکرٹری صاحبان جماعتہائے احمدیہ و دیگر بزرگان کے پتوں کی جنتری چھپوانے کا ارادہ ہے ۔ کہ اعلانات ضروری بھیجنے میں دقت نہوا کرے ۔ اس لئے احباب بہت جلد اپنے اور اپنے ادن دوستوں کے مفصل پتے تحریر فرماویں جنکے نام سلسلہ کے ضروری اعلانات کا بھیجا جانا ان کے خیال میں مناسب ہے ۔ یہ خیال نہ فرماویں ۔ کہ ان کے یا ان کے دوستوں کے پتے کوئی اور صاحب لکھ دینگے ۔ پتے صاف لکھے جائیں ۔ اور بہت جلد ارسال ہوں ۔ والسلام

نیازمند عبد المغنی ۔ ناظر بیت المال قادیان

رسید بکیں تیار ہیں

جن احباب کو ضرورت ہو رسیدات دفتر ناظر بیت المال سے طلب فرمائیں ۔ والسلام

نیازمند عبد المغنی ناظر بیت المال قادیان

لکھنؤ میں احمدیہ پبلک لائبریری

لکھنؤ کی قلیل جماعت احمدیہ نے شہر کے ایک خاص مقام واقعہ سری رام روڈ عقب ڈاکخانہ امین آباد پارک پر ایک احمدیہ پبلک لائبریری کھولی ہے ۔ سلسلہ کی کل کتب مہیا کی

مسجد لنڈن کے لئے چندہ ۔ جماعت قادیان وعدہ [illegible] نقد [illegible] جماعت لاہور وعدہ [illegible] نقد [illegible] امرتسر [illegible] وصول [illegible] پشالہ [illegible] نقد [illegible] ڈپٹی حسام الدین صاحب زین [illegible] ایک ہزار ۔ ڈپٹی [illegible] صاحب سہارنپور نقد [illegible] سیالکوٹ بستا ہے کہ [illegible] کرنا چاہتا ہے حضرت صاحب کا ارشاد ہے کہ ماہواری چندوں پر اثر نہ پڑے +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان - ۲۹ - جنوری ۱۹۲۰ء

ووکنگ مشن کی نیش زنی

ولایت میں احمدیہ مسجد

اخبار پیغام کا سابق ایڈیٹر منشی دوست محمد جس کے ووکنگ بھیجے جانے کی غرض محض یہ معلوم ہوتی ہے کہ خواجہ شاہی مشن جو روز بروز ناکامی کی وجہ سے گمنامی کے گڑھے میں گرتا جا رہا ہے۔ اُسے وہ اپنی مشہور غلط بیانی اور کذب گوئی کی عادت سے کام لیکر چمکانے کی کوشش کرے۔ چنانچہ وہی ووکنگ مشن جس کی رپورٹ ہفتوں چھوڑ مہینوں پیغام کے صفحات پر دیکھنے میں نہیں آتی تھی۔ اب منشی دوست محمد کی لکھی ہوئی کبھی کبھی نظر آجاتی ہے۔ ایسی ہی ایک رپورٹ جو ۴- جنوری ۱۹۲۰ء کے پیغام میں شایع ہوئی ہے اسمیں اس نے نیش عقرب کی مثال کو زندہ کرتے ہوئے احمدیہ مشن کے متعلق بھی کچھ در افشانی کی ہے اور نماز عید کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ:-

"جہاں تمام مسلمان سوائے مجبوری کے ایک جگہ جمع ہو کر نماز عید اکٹھے ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں میاں صاحب کا مشن اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ قائم کر لیتا ہے۔ اور نماز عید میں بھی ہمارے ساتھ ملکر خدا تعالیٰ کے حضور سر جھکانا گناہ سمجھتا ہے"

اسکے متعلق ہمارا صاف جواب ہے۔ کہ چونکہ آپ لوگ حضرۃ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاف اور صریح فتویٰ کے خلاف ووکنگ میں غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ جیسا کہ قدوائی صاحب کی (جو ووکنگ مشن میں بہت بڑا دخل رکھتے ہیں) اس شہادت سے ظاہر ہے۔ جو تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ اخباروں میں شایع ہوئی تھی۔ اس لئے کیونکر ممکن ہے۔ کہ ہمارے مبلغین اور ان کے ذریعہ مسلمان ہونیوالے احمدی آپ کے ساتھ ملکر نماز پڑھ سکیں۔ ولایت میں جاکر خواجہ شاہی مشن نے جہاں حضرت مسیح موعود کی تعلیم کو پھیلانا اور آپکے نام کو پیش کرنا سم قاتل قرار دیدیا ہے۔ وہاں حضرت مسیح موعود کے ضروری سے ضروری احکام سے اپنے آپ کو بھی آزاد سمجھ لیا ہے۔ اس صورت میں آپ لوگ کس منہ سے توقع رکھ سکتے ہیں۔ کہ کوئی احمدی آپکے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے۔ پھر اگر حضرت مسیح موعود کے اس فتویٰ کے خلاف کرنیوالوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے جس کے متعلق آپنے لکھا ہے۔ کہ یہ خدا تعالیٰ کے حکم سے دیا گیا ہے۔ ہمارا مشن ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنانے کا مجرم ہے۔ تو پھر ولایت میں جاکر غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے والوں نے خود لاہور میں کیوں ڈیڑھ اینٹ کی الگ مسجد بنائی ہوئی ہے۔ اور وہ کیوں شاہی مسجد میں جاکر بہت بڑے مجمع کے ساتھ نماز جمعہ اور نماز عید نہیں پڑھا کرتے۔ جو بات ولایت میں جاکر ان کے لئے جائز اور روا ہو جاتی ہے۔ وہ کیوں لاہور میں جائز نہیں رہتی۔ منشی دوست محمد کو ہمارے مبلغین کے متعلق اس قسم کے الفاظ لکھنے کی بجائے غیر مبایعین کو مشورہ دینا چاہیئے تھا۔ کہ وہ اول تو روزانہ غیر احمدیوں کے پیچھے ان کی مسجدوں میں جاکر نماز پڑھا کریں۔ ورنہ جمعہ اور عیدین کی نمازیں تو ضرور ہی ان کے ساتھ ملکر ادا کیا کریں۔ اور خاص کر اپنے امیر کو تاکید کرنی چاہیئے تھی کہ وہ معہ اپنے ساتھیوں کے شاہی مسجد میں جاکر امام شاہی مسجد کے پیچھے جمعہ کی نماز پڑھا کریں۔ اگر غیر مبایعین کو یہ صلاح دیجاتی۔ تو ممکن تھا کہ اس طرف دیر میں جھکنے کی بجائے وہ ابھی سے جھک جاتے۔ اور "امیر قوم" اپنے سر سے خطبہ جمعہ پڑھنے کا بوجھ اُترتا دیکھکر بہت خوش ہوتے۔ لیکن ہمارے مبلغین کے متعلق یہ لکھنا بالکل فضول اور لغو ہے۔ کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ وہ خواجہ شاہی مشن کی طرح سنہری اور روپہلی مصلحتوں کے جال میں پھنس کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کی خلاف ورزی گوارا کر سکیں۔ پس ان کا اور ان کے ذریعہ مسلمان ہونیوالوں کا ووکنگ مشن کے کارکنوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنا بالکل جائز اور درست ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے عین مطابق ہے

اس کے بعد منشی دوست محمد نے چند ایک نو مسلموں کے فوٹو لے کر یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ گویا صرف یہی لوگ ہمارے مبلغین کے ساتھ نماز عید میں شامل ہوئے تھے۔ اس کے متعلق مفصل طور پر تو ہمارے مبلغ ہی لکھیں گے۔ لیکن ہم بھی اتنا ضرور کہینگے۔ کہ یہ فوٹو ان سب مردوں اور عورتوں کا نہیں ہے۔ جو عید کی نماز پڑھنے کے لئے آئے تھے۔ بلکہ ان میں سے چند ایک کا ہے۔ اس سے ان نو مسلموں کی تعداد کا اندازہ لگانا جو ہمارے مبلغین کے ذریعہ داخل اسلام ہو چکے ہیں سخت نادانی اور جہالت ہے۔ اور منشی دوست محمد صاحب جیسے عقلمندوں کا ہی کام ہو سکتا ہے۔ وہ جب یہاں تھے۔ اسوقت ہم نے انہیں چیلنج دیا تھا۔ اور اب تو وہ ولایت پہونچ چکے ہیں اس لئے ہمارے چیلنج کو قبول کرنا ان کے لئے اور بھی آسان ہو گیا ہے۔ اور وہ یہ کہ ہمارے مبلغین کی طرف سے جن مردوں اور عورتوں کے مسلمان ہونے کا اعلان ہو چکا ہے۔ ان میں سے جس کے متعلق انہیں شک ہو۔ اس کے متعلق ہمارے مبلغین سے بلکہ تحقیقات کریں۔ اور اس کے مقابلہ میں ہمارے مبلغ ان کے جن نو مسلموں کی نسبت ثبوت طلب کریں وہ بہم پہنچاویں اس سے نہایت آسانی کیساتھ فیصلہ ہو جائیگا۔ ورنہ یوں بے ہودہ سرائی کرنا کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

اسی مضمون میں "مسجد احمدیہ" کے نام سے ہمارے مبلغین نے جو نماز پڑھنے کے لئے جگہ مخصوص کی ہوئی ہے۔ اسپر پھبتی اڑاتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ:-

"ہم حیران ہیں کہ یہ مسجد احمدیہ" کس نے بنائی ہے اور کہاں بنی ہے"

ان الفاظ سے اس بغض اور کینہ کا صاف طور پر پتہ لگ سکتا ہے۔ جو احمدیت کے نام سے ان لوگوں کو ہے۔ اور صفائی کے ساتھ ظاہر ہو رہا ہے۔ کہ ان کو اتنا بھی گوارا

نہیں۔ کہ ولایت میں کوئی چیز احمدیت کی طرف منسوب ہو۔ خود تو انہوں نے ولایت میں احمدیت کا ذکر کرنے کے بارے میں جو کچھ کہا۔ وہ ظاہر ہی ہے۔ لیکن اب تو وہ یہ بھی پسند نہیں کرتے۔ کہ کوئی اور احمدیت کو ظاہر کرے۔ اگر یہ بات نہیں۔ تو پھر طنزاً کہنے کا کیا مطلب کہ وہ مسجد احمدیہ کس نے بنائی ہے۔ اور کہاں بنی ہے۔ ہمارے مبلغین نے نماز پڑھنے کے لئے جو جگہ مخصوص کی ہوئی ہے۔ اسی کا نام انہوں نے "احمدیہ مسجد" رکھا ہوا ہے۔ اور یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ جس پر طعن کیا جاوے۔ لیکن طنزاً یہ کہنے والے نادان کو سُن لینا چاہیئے۔ کہ قبل اس کے کہ اُس کے یہ الفاظ ہم تک پہونچتے۔ اور ہم لنڈن میں "احمدیہ مسجد" کے متعلق یہ طعنہ سُنتے۔ خدا تعالےٰ نے ملائکہ کے ذریعہ اس انسان کے قلب میں جس کے ہاتھ میں اس نے احمدیت کی باگ دی ہوئی ہے۔ یہ تحریک ڈال دی کہ لنڈن میں احمدیہ مسجد بنائی جائے۔ چنانچہ اس تحریک کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ہماری جماعت نے جس جوش اور اخلاص سے کام لیا ہے۔ اس کا اندازہ صرف اسی امر سے ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے تیس ہزار کی رقم جو پہلے ساری جماعت کے لئے تجویز کی تھی۔ اور اس کو بھی زیادہ سمجھ کر یہ خیال ظاہر فرمایا تھا۔ کہ اس کے پورا کرنے کے لئے بطور قرض رقوم حاصل کی جائیں۔ وہ گورداسپور۔ امرتسر اور لاہور کی جماعتوں نے ہی ایک ہفتہ کے اندر اندر پوری کر دی ہے۔ اور اب حضور نے اس خیال سے کہ اس نہایت متبرک کام میں ساری جماعت حصہ لے سکے۔ اس رقم کو بڑھا کر ایک لاکھ تک کر دیا ہے جس کے متعلق اُمید ہے۔ کہ انشاء اللہ بہت جلدی وصول ہو جائیگی۔ اور عنقریب خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم کے ماتحت ولایت میں "احمدیہ مسجد" بننی شروع ہو جائیگی۔ پس ان لوگوں کو جو احمدیت کے ذکر کو ولایت میں سم قاتل سمجھتے ہیں۔ اور جن کے تن بدن کو احمدیت کی طرف کسی چیز کو منسوب ہوتا دیکھ کر آگ لگ جاتی ہے۔ سُن لینا چاہیئے۔ کہ وہ دن انشاء اللہ آنیوالا ہی اور عنقریب آنیوالا ہے۔ جبکہ ولایت میں "احمدیہ مسجد" تیار ہو جائے گی۔ اور ان کو معلوم ہو جائیگا کہ یہ "مسجد احمدیہ کس نے بنائی ہے۔ اور کہاں بنی ہے ؟"

دہلی کا رسالہ اُستانی

دہلی سے خواجہ حسن نظامی صاحب کی نگرانی اور ان کی اہلیہ خواجہ بانو صاحبہ کی ایڈیٹری میں ایک رسالہ استانی عورتوں کے لئے شایع ہو رہا ہے۔ جس کے تین نمبر اسوقت تک ہماری نظر سے گذرے ہیں جو لکھائی چھپائی اور عمدہ کاغذ کے لحاظ سے خاص تعریف کے لائق ہیں۔ اور مضامین بھی مستورات کے مذاق کے مطابق دلچسپ شایع کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن افسوس کے ساتھ ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ تیسرے نمبر میں "مسلمان عورت" کے عنوان سے جو مضمون شایع ہوا ہے۔ اس نے نہ صرف رسالہ کی قدر و قیمت کو بہت گرا دیا ہے۔ بلکہ خواجہ بانو صاحبہ کی ایڈیٹری اور خواجہ حسن نظامی صاحب کی نگرانی پر سخت دھبہ لگا دیا ہے۔ اس مضمون میں عورتوں کو خدا کے احکام سنانے کا دعویٰ کرتے ہوئے "کلام الٰہی" کے عنوان سے جو احکام درج کئے گئے ہیں۔ ان میں سے سب سے پہلے پانچ یہ ہیں :-

(۱) جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔

(۲) سب سے اچھا مرد وہ ہے۔ جو اپنی عورتوں سے اچھی طرح پیش آتا ہے۔

(۳) علم حاصل کرنا مرد و عورت دونوں پر یکساں فرض ہے

(۴) عورت اپنے خاوند کے گھر کی شہنشاہ ہے

(۵) دنیا میں مسرت و اطمینان کی کمی نہیں۔ اور اس کا سب سے اچھا ذریعہ باعصمت بیوی ہے۔

ان کے درج کرنے کے بعد لکھا گیا ہے کہ "یہ تو صرف چند آیتوں کے ترجمے دئے گئے ہیں لیکن ان ہی پر غور کرو۔ کیا دنیا کے کسی مذہب نے تمہیں ایسے اچھے الفاظ سے یاد کیا ہے۔ خیر یہ تو خدا کا کلام تھا۔ اب اس انسان کا کلام بھی سُن لو۔ جس نے اپنی سچائی کا ثبوت تمام عالم کو دیدیا۔ اور جس نے ہمیں سچا راستہ دکھایا"

ان الفاظ سے ظاہر ہے۔ مندرجہ بالا اُمور کو قرآن کریم کی آیتوں کا ترجمہ قرار دیا گیا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم میں اس مضمون کی آیتیں نہیں ہیں۔ یہ ایک بہت افسوسناک جرأت اور جسارت ہے۔ جو کی گئی ہے۔ اور اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف اسی مضمون میں جو اقوال منسوب کئے گئے ہیں۔ ان میں کہاں تک تحقیق اور احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ گو یہ مضمون کسی نامہ نگار کا لکھا ہوا ہے۔ لیکن خواجہ صاحب کی نگرانی اور خواجہ بانو صاحبہ کی ایڈیٹری میں شایع ہو کر اس کی ساری ذمہ داری انہی کے سر عائد ہوتی ہے۔ اور اگر ہم حُسن ظنی سے کام لیکر یہ سمجھ لیں کہ وہ خود تو جانتے تھے کہ یہ قرآن کریم کی آیتوں کا ترجمہ نہیں ہے۔ لیکن ان کے علم کے بغیر یہ مضمون شایع ہو گیا۔ تو ان پر اپنے فرض کی ادائگی کے متعلق سخت غفلت اور لاپرواہی کا الزام آتا ہے۔ اور خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب تیسرے ہی نمبر میں وہ اپنے فرائض سے اسقدر غافل اور لاپرواہ ہو گئے ہیں۔ تو آیندہ رسالہ کو کامیابی کے ساتھ چلانے کے متعلق ان سے کیا توقع ہو سکتی ہے۔

چونکہ ایک ایسے رسالہ میں جو مستورات کو تعلیم دینے کے لئے جاری کیا گیا ہو۔ اس قسم کی غلطیاں ان کیں علم کی کمی اور خاص مذہبی علم سے بالکل ناواقفیت کی وجہ سے سخت نقصان اور خطرہ کا باعث ہو سکتی ہیں۔ اس لئے ہم نے اس مضمون کے متعلق خاص طور پر نوٹس لینا ضروری سمجھا ہے۔ اُمید ہے۔ اس پر ٹھنڈے دل سے غور کیا جائیگا۔ اور آیندہ اس قسم کی فاش غلطیوں سے رسالہ کو محفوظ رکھا جائیگا۔ اگر اسبات کی کوشش کی گئی۔ تو ظاہری شکل صورت کی طرح باطنی صفات کے لحاظ سے رسالہ قابل قدر ہو جائیگا۔ سالانہ قیمت تین روپے آٹھ آنے اور پتہ مینجر رسالہ اُستانی دہلی کا فی ہے

غیر مبائعین کے جلسہ بیعت کرنیوالوں کی فہرست اور اسکی حقیقت

۷ - جنوری کے پیغام میں "فہرست نومبائعین"

کے عنوان سے ۱۰۵ مردوں اور عورتوں کے نام یہ دکھانے کے لئے شایع کئے گئے ہیں۔ کہ اُنہوں نے جلسہ کے ایام میں مولوی محمد علی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی۔ لیکن اس فہرست کی حقیقت اس سے معلوم ہو سکتی ہے۔ کہ سب سے پہلے دس نمبر تک جو نام درج کئے گئے ہیں۔ وہ ڈاکٹر محمد حسین صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب۔ ماسٹر فقیر اللہ صاحب اور مولوی سید محمد احسن صاحب وغیرہ کے لڑکوں کے نام ہیں۔ جن کے متعلق سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر یہ احمدی کہلانے والوں کی اولاد ہونے اور کئی سال سے مولوی محمد علی صاحب کی صحبت میں رہنے کے باوجود حضرت مسیح موعود کے مکذب ہی تھے۔ تو بھی اس جلسہ پر انہوں نے کیوں بیعت کی۔ کیا اسوقت تک کئی سالوں میں مولوی محمد علی صاحب انکی بیعت لینے کی فرصت نہیں نکال سکے تھے۔ ان بیعت کرنیوالوں نے قبل ازیں کوئی جلسہ نہیں دیکھا تھا۔ بات اصل میں یہ ہے۔ کہ جلسہ پر بیعت کرنیوالوں کے ناموں کی فہرست گھڑنے کے لئے یہ ڈھنگ اختیار کیا گیا ہے۔ ورنہ اگر ان آٹھوں پیغام بلڈنگس میں رہنے والوں نے بیعت ہی کرنی تھی۔ تو سالانہ جلسہ کے انتظار کی کیا ضرورت تھی۔ جلسہ پر تو بیرونجات کے ایسے لوگ آکر بیعت کرتے ہیں۔ جن کی تسلی جلسہ پر ہوتی ہے۔ اور جن کا دوسرے اوقات میں آنا مشکل ہوتا ہے۔

اس کے بعد چک نمبر ۲۷ کے ۶۳ مردوں اور عورتوں کے نام درج کئے گئے ہیں۔ جو معلوم نہیں کیونکر حاصل کئے گئے۔ اور کب سے جلسہ کے لئے ان کو رکھا ہوا تھا۔ کیونکہ پیغام نے اپنے جلسہ پر آنے والوں کے جو مقامات لکھے ہیں۔ ان میں چک نمبر ۲۷ کا کوئی ذکر نہیں ہے حالانکہ بعض ایسے مقامات لکھ دئے ہیں۔ جہاں سے کوئی ایک آدھ ہی آدمی آیا ہو گا۔ اگر اس جگہ سے ۶۳ غیر احمدی مرد و عورتوں کا گروہ آتا۔ اور وہ سالانہ جلسہ پر بیعت کرتا۔ تو اس کا خاص طور پر ذکر کیا جاتا۔ نہ کہ یکجا فہرست شایع کر دینے پر اکتفا کیا جاتا۔

بس پیغام کی شایع کردہ فہرست میں سے اس قدر تعداد کی حقیقت معلوم ہو جانے پر بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے کہ یہ فہرست کس قدر دیانتداری کے ساتھ تیار کی گئی ہے۔

افسوس ہے کہ یہ لوگ ہماری نقل اُتارتے ہوئے دھوکہ دہی کو بھی جائز قرار دے لیتے ہیں۔ ہمارے گذشتہ سالانہ جلسہ پر کئی سو آدمیوں نے بیعت کی تھی۔ اور ان کی فہرست نام بنام شایع کر دی گئی تھی۔ لیکن اس سال خدا کے فضل سے نئے بیعت کرنیوالوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی۔ کہ گذشتہ سال کی طرح علیحدہ علیحدہ بیعت لینے کا انتظام نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے ایک ہی جگہ بیعت لی گئی۔ اور اس طرح مکمل فہرست تیار نہ ہو سکی۔ غیر مبایعین نے ہمارے جلسہ کی فہرست کو دیکھ کر اس سال فہرست تیار کی جس کی حقیقت اوپر بتائی جا چکی ہے۔

احمدی جماعت میں سرگرمی

ولایت میں مسجد احمدیہ کی تحریک کا ذکر کرتے ہوئے آریہ معاصر پرکاش

لاہور اپنی اشاعت ۱۸- جنوری ۱۹۲۰ء میں لکھتا ہے کہ:۔

"اس کے خرچ کا اندازہ تیس ہزار لگایا گیا ہے لنڈن جیسے شہر میں تیس ہزار کی لاگت پر ایک مسجد کا تیار ہونا ہماری سمجھ میں نہیں آیا ہے۔ لیکن اسبات کو چھوڑ کر ہم ان کی ہمت کی طرف نظر ڈالتے ہیں۔ مرزا محمود احمد صاحب نے قادیان کے احمدیوں سے اپیل کی۔ جس پر بارہ ہزار روپیہ جمع ہو گیا جب قادیان میں اس قدر روپیہ جمع ہو گیا۔ تو تیس ہزار کا جمع ہونا کیا مشکل ہے۔"

ہمارے ایک فاضل دوست نے یہ نوٹ سنکر تبسم ہو کر فرمایا ان کی (یعنی ہندوؤں کی) سمجھ میں ہماری اور کونسی بات آتی ہے۔ جو لنڈن میں تیس ہزار کے صرف سے مسجد کا تیار ہونا آجاتا۔ خیر یہ تو ایک لطیفہ تھا۔ ہم معاصر موصوف کو یہ بات سمجھانے کی اس طرح کوشش کرتے ہیں کہ وہ فی الحال ولایت میں تعمیر ہونیوالی مسجد کے متعلق یہ نہ خیال کرے کہ شاہی مسجد لاہور یا دہلی کی جامع مسجد کے برابر ہو گی۔ بلکہ ایک چھوٹی سی مسجد ہو گی۔ جو اپنی کم سامانی اور جگہ کی قلت مگر اپنے اساسی اغراض سے خاص حیثیت رکھیگی اور جیسا کہ ہمارے امام نے فرمایا ہے۔ وہ ایک نقطہ مرکزی ہو گی۔ اور انشاء اللہ وہاں سے اسلامی نور کی شعاعیں دنیا میں ضوافگن ہونگی۔ حتیٰ کہ ایک وقت آئے گا۔ کہ یہی مسجد جو اتنی چھوٹی ہو گی۔ دنیا میں بہت بڑی مسجد بھی ہو جائے گی۔ پھر معاصر موصوف کو معلوم رہے کہ یہاں کا تیس ہزار لنڈن میں تبادلہ سکہ سے پچاس ہزار ہو گیا ہے۔ دوسرے ایدہ اللہ امام نے اس رقم کو بڑھا کر ایک لاکھ کر دیا ہے۔ جو انشاء اللہ بہت جلد پورا ہونیوالا ہے اسوقت جو روپیہ جمع کیا جائیگا۔ وہ تو ایک اندازہ ہے۔ اگر وہاں مسجد پر لاکھوں روپیہ بھی لگیگا۔ تو احمدی جماعت خدا کے لئے خدا کے دئے ہوئے مالوں میں سے ضرور لگائیگی۔ اور اس کام کو مکمل کریگی۔ وباللہ التوفیق

صدر انجمن کے ۱۹۲۰ء کے عہدیدار

صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سنہ ۱۹۲۰ء کے لئے جو عہدیدار منتخب ہوئے ہیں۔ انکی فہرست مکرم ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب نے برائے اشاعت ارسال کی ہے۔ جو احباب کی آگاہی کیلئے ذیل میں درج کی جاتی ہے تاکہ جس صیغہ کے متعلق خط و کتابت کرنے کی ضرورت ہو۔ اس کے افسر کو براہ راست مخاطب کیا جا سکے:۔

(۱) میر مجلس ۔ حضرت مولوی شیر علی صاحب بی۔اے
(۲) جنرل سکرٹری۔ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین۔ ایل۔ایم۔ایس
(۳) مشیر قانونی ۔ چوہدری ظفر اللہ خان صاحب بی۔اے ایل ایل بی
(۴) محاسب ۔ مولوی عبد المغنی صاحب
(۵) ناظر ۔ مرزا محمد اشرف صاحب
(۶) آڈیٹر ۔ جناب خانصاحب منشی فرزند علی صاحب۔
(۷) امین ۔ شیخ عبد الرحمن صاحب مصری
(۸) افسر ہائی سکول۔ مولوی محمد دین صاحب بی۔اے۔
(۹) افسر ورزشگاہ۔ شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر نور
(۱۰) افسر مدرسہ احمدیہ۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب۔
(۱۱) افسر تعمیر ۔ سید ناصر شاہ صاحب
(۱۲) افسر مقبرہ بہشتی۔ سید میر محمد اسحٰق صاحب
(۱۳) افسر جائداد۔ جنرل سکرٹری بحیثیت عہدہ
(۱۴) وظائف و صدقات۔ محاسب " "

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

تبلیغ کیلئے ایک نیا میدان

بصرہ و بغداد میں عیسائیت کا زور

احمدی جماعت کا فرض

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیدنا مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۲۳ - جنوری سنہ ۱۹۲۰ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ :-

احمدی جماعت کی غرض قیام اور دنیا میں تغیر عظیم

اللہ تعالےٰ نے جس غرض سے اس جماعت کو کھڑا کیا ہے - وہ غرض اتنی بڑی اور اہم ہے کہ اس کے پورا کرنے کے لئے غیر معمولی سامانوں اور غیر معمولی محنت اور غیر معمولی کوشش کی ضرورت ہے - حکومتیں جس کام کو حاصل نہیں کر سکتیں - اور سیاستیں جس کام کے کرنے سے عاجز ہیں - علماء و فضلا جس مقصد کے پانے سے عاجز ہیں - اُمراء اور دولت مند جس غایت تک پہونچنے سے قاصر ہیں - اس مقصد تک ایک غریب بے سامان بے حکومت اور کمزور جماعت کا پہونچنا معمولی بات نہیں - اسوقت ہر ایک زبان اقرار کر رہی ہے - گو وہ اقرار کیسے ہی پردے میں ہو کہ دُنیا کو ایک تبدیلی کی ضرورت ہے - گو یہ اقرار مختلف حالات کے ماتحت بڑا پوشیدہ ہوتا ہے - مگر یہ حقیقت ہے کہ دنیا کو ایک تغیر کی ضرورت ہے ہر مذہب کے پیرو - ہر ملک کا باشندہ ہر ایک حاکم - ہر ایک فرد رعایا اقرار کرتا ہے - کہ ایک تغیر کی ضرورت ہے - دنیا جس رنگ میں ہے - وہ زیادہ دیر تک قایم نہیں رہ سکتا - یا تو یہ انتظام ٹوٹ جائیگا - اور بنی نوع انسان قدیم وحشت کی طرف لوٹ جائینگے - یہ تمام کوششیں اور یہ تمام ترقیاں ایک پراگندہ خیال کی طرح اُڑ جائینگی - یا نیا انتظام کرنا پڑیگا - حکومتوں میں جوش ہے - رعایا کے دلوں میں اُمنگیں ہیں - اُمراء و غرباء میں کشیدگی ہے آقا و خادم کے تعلقات میں لہریں پیدا ہو رہی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے - کہ موجودہ انتظام زیادہ دیر تک نہیں چل سکتا - یا تو یہ سارا سلسلہ درہم برہم ہو جائیگا یا یہ آقا و خادم کے تعلقات نہ رہینگے - حکومت و رعایا کے موجودہ تعلق میں فرق ہوگا - سیاست بدل جائیگی موجودہ قانون بدل جائینگے - کیونکہ دنیا کا جوش ظاہر کرتا ہے کہ موجودہ طرق سے گذارہ نہیں ہو سکتا - ایک ایک لمحہ نہیں گذرتا کہ بڑی بڑی حکومتیں انقلاب کا شکار ہو رہی ہیں - فوجوں میں جوش ہے - مشینوں والے جوش میں ہیں - کہ ہمیں کافی اُجرت نہیں دیجاتی - کارخانہ دار کہتے ہیں - کہ ہم لٹ گئے -

حیلے سب جاتے رہے اک حضرت تواب ہے

غرض موجودہ وقت میں ہر ایک شاکی ہے - اور ہر ایک گروہ اور طبقہ ایک تغیر چاہتا ہے اگر وہ تغیر نہ ہو تو موجودہ انتظام نہیں چل سکتا - دانا محسوس کرتے ہیں - اور وہ دانا جن کی عمریں قوانین بنانے اور تدبیریں سوچنے میں ختم ہو گئی ہیں - وہ سب کے سب یک زبان ہیں - کہ ہمارے قوانین اور ہماری تدابیر بے اثر ہیں - اب یہ سوال کہ وہ کیا تغیر ہوگا ؟ اگر اس کا جواب کوئی دے سکتا ہے - تو وہ ہم ہیں - لوگ جو علاج کرتے ہیں - وہ اُلٹا اثر کرتا ہے - اور اس کی یہی کیفیت ہے - جو کسی نے اس طرح بیان کی ہے - ع -

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

جتنے علاج سوچے گئے - اور جو علاج حکام اور فلاسفروں کی طرف سے سوچے گئے - وہ ایک ایک کر کے اُلٹے اثر کرنے گئے ان سے تباہی ہوئی - بادشاہتوں کو ظلم آفریں ٹھہرایا گیا تو پارلیمنٹیں بنائی گئیں - مگر ان کے طریق عمل سے بھی لوگ خوش نظر نہیں آتے - بادشاہ شکایت کرتے ہیں - کہ رعایا اچھا معاملہ نہیں کرتی - اور رعایا کہتی ہے - کہ ہمارے ساتھ نیک سلوک نہیں ہوتا - آقا اور ماتحت کے درمیان تعلقات کشیدہ ہیں - غرض جتنے علاج بڑھتے گئے - اسی قدر مرض بڑھتا گیا - کوئی دن نہیں گذرتا کہ نئی سے نئی سٹرائیکیں نہ ہوتی ہوں - اور کوئی دن نہیں جاتا - کہ کارخانے بند نہ ہوتے ہوں - کارخانہ دار کہتے ہیں کہ ہم اپنے سرمایہ کو خطرہ میں نہیں ڈالنا چاہتے - اور مزدور کہتے ہیں کہ ہم فاقہ مرینگے - مگر خدمت نہ کرینگے یہ کیا تغیر ہے - اور اس سے کیا ہونیوالا ہے - سو یاد رہے کہ اس کا علاج انسانی عقل سے نہ ہوگا - اب اگر امن ہوگا اور دنیا مطمئن ہوگی - تو اس انتظام سے ہوگی - جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوگا - اور اس انسان کے ذریعہ ہوگی - جو خدا کی طرف سے آیا ہے -

دُنیا کا ایک بڑا معیار یہ تھا - کہ جنگ نہ ہو - چالیس پچاس برس سے یہ آواز بلند ہو رہی تھی - کہ امن نہیں ہو سکتا - جب تک آپس میں صلح نہ ہو - مگر اس صلح کا نتیجہ یہ ہوا - کہ ایک ایسی جنگ ہوئی - کہ دنیا اس کی نظیر نہیں پیش کر سکتی غرض اتنا فساد بڑھا - جس کی نظیر نہیں - لیکن اب اگرچہ جرمن کی جنگ ختم ہو گئی ہے - مگر یاد رکھو - کہ اگر ایک بڑے محل کو آگ لگ جائے - تو وہ زیادہ خطرناک نہیں ہوتی - جتنا کہ جھونپڑی جھونپڑی میں آگ لگ جانا خطرناک ہوتا ہے - کیونکہ ایک محل کو لگی ہوئی بجھائی جا سکتی ہے مگر جھونپڑی جھونپڑی کی آگ کا بجھانا مشکل ہوتا ہے - پس گھر گھر آگ لگنے کا نظارہ تو اب ہی شروع ہوا ہے جو ہر چشم دوربین کو خیرہ کرتا ہے کیونکہ یہ وہ زمانہ ہے - کہ نہ فاتح خوش ہے نہ مفتوح - نہ غالب خوش ہے نہ مغلوب غرض وہ لوگ جن کی اُمیدیں صلح کے ساتھ وابستہ تھیں دیکھ رہے ہیں - کہ صلح بھی ایک خیال ہی ثابت ہو رہا ہے اور نظر آ رہا ہے - کہ ان کی تمام اُمیدیں یاس سے بدلتی جا رہی ہیں - یہ تمام تغیرات ثبوت ہیں اس امر کا کہ جو علاج کیا جا رہا ہے - وہ درست نہیں - اور نہ وہ علاج ہیں اس مرض کا جو دنیا کو لگا ہوا ہے - کیونکہ اگر وہ مرض جسمانی ہوتا - تو جس قدر علاج مادیات سے تعلق رکھنے والوں نے کئے - وہ کارگر ہوتے - مگر ان علاجوں کا اُلٹا اثر ہونا ثابت کرتا ہے - کہ مرض جسمانی نہیں بلکہ روحانی ہے

کیونکہ وہ کھانے جن کو پہلے کھا کر لوگ خوش ہوتے۔ اور الحمد للہ کہتے تھے۔ آج ان سے بہتر کھاتے ہیں۔ مگر کہتے ہیں کہ ہم بھوکے مر گئے۔ معلوم ہوا۔ کہ حالت اور بگڑ گئی۔ علاج سے رو بہ اصلاح نہیں ہوئی۔ پس جب تک اندر کا علاج نہیں ہو گا۔ یہ تمام کوششیں بے سُود ثابت ہونگی۔ وہ اندرونی حالت بدل سکتی ہے۔ اسی علاج سے جو خدا کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔ اور وہ احمدیت ہے۔ یہ اور بات ہے۔ کہ کوئی احمدی کہلانے والا ابھی اسوقت غیر مطمئن حالت میں ہو۔ اس کی مثال ایسی ہی ہو گی۔ کہ جس نے اپنی آنکھیں بند کر رکھی ہوں۔ اور روشنی کو نہ دیکھتا ہو باغ میں بیٹھا ہو۔ مگر خوشبو نہ سونگھے۔ اور پھل نہ کھائے۔ اگر کوئی احمدی اپنی شقاوت کی وجہ سے مطمئن نہو۔ تو اس کے معنی یہی ہیں۔ کہ اس نے وہ علاج کیا ہی نہیں۔ غرض یہی ایک علاج ہے جس سے دنیا میں امن قائم کیا جا سکتا ہے۔ حاکم و محکوم کے تعلقات میں خوشگواری پیدا کی جا سکتی ہے۔ اگر احمدیوں میں سے بعض کو حالت اطمینان نصیب نہو۔ اور وہ اس جنت میں نہوں۔ جو مومن کے لئے یہیں سے شروع ہو جاتا ہے۔ تو ان کی مثال یہی ہو گی۔ کہ بخار شدید چڑھا ہے۔ مگر کونین جیب میں رکھ چھوڑی ہے اور اس کو استعمال نہیں کرتے یا پیاس سے بیحال ہیں۔ اور ٹھنڈے پانی کی صراحی پاس ہے۔ جس کو سینہ سے لپٹائے بیٹھے ہیں۔ مگر پیتے نہیں۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جو بھوک سے مر رہا ہے۔ اور عمدہ لذیذ کھانا سرھانے رکھا ہے۔ جس کو کھاتا نہیں پس جس طرح بیمار کی جیب میں کونین ہونا۔ پیاسے کے پاس ٹھنڈا پانی ہونا اور بھوکے کے پاس عمدہ کھانا ہونا اسکو اسوقت تک مفید نہیں ہو سکتا جب تک وہ اسے استعمال نہ کرے۔ اسی طرح اگر کوئی احمدی احمدی کہلاتا ہے اور حضرت صاحب کی کتب بھی پاس رکھتا ہے۔ لیکن احمدیت کے مغز سے آگاہ نہیں۔ تو یہ اس کی شقاوت ہے کہ چیز کے موجود ہوتے ہوئے اس سے فائدہ نہیں اٹھاتا۔

پس احمدیت ہی ایک ایسی چیز ہے۔ جس سے دلوں کو تسلی دی جا سکتی ہے۔ حاکم و محکوم کے تعلقات کو خوشگوار بنایا جا سکتا ہے۔

خدا تعالےٰ نے احمدیت کے ذریعہ اطمینان بخشنے والی چیز مہیا کر دی ہے۔ اب دنیا کا فرض ہے کہ اس سے فائدہ اٹھائے۔ ہزاروں نہیں لاکھوں ہیں۔ جنہوں نے اپنے دل و دماغ میں اس تعلیم کو لے لیا۔ اور وہ اطمینان کی حالت میں ہیں۔ پس اگر بعض لوگ ایسے ہوں بھی جن کی حالت اطمینان کی نہو۔ تو یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ یہ علاج ہی درست نہیں۔ لاکھوں ہم دیکھتے ہیں۔ جنہوں نے اس علاج سے فائدہ اُٹھایا ہے۔ اور اس کا بدیہی نتیجہ یہ ہے۔ کہ وہ لوگ جنھوں نے اس سے فائدہ اُٹھایا ہے۔ کوشش کریں کہ اس علاج کو دوسروں تک پہنچائیں۔ اور ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ اس آگ کے وقت میں اس پانی کو دنیا کے گوشوں میں پہنچائے۔ کیونکہ جب ایک محلہ میں آگ لگ جائے۔ تو محلہ والوں کا فرض ہوتا ہے۔ کہ وہ اس آگ کو فرو کرنیکی کوشش کریں جو اس فرض کو ادا نہیں کرتے۔ اور اس آگ کو نہیں بجھاتے تو وہ اپنے فرض کے ادا کرنے میں کوتاہی کرتے ہیں۔

ہمارے کام کی وسعت اور آدمیوں کی قلت

خدا کے فضل سے اب کام دن بدن وسعت پکڑ رہا ہے لیکن جس قدر ہمارا کام ہے اس قدر ہمارے پاس آدمی نہیں۔ جن سے کام لیکر تمام دنیا میں تبلیغ پہنچائیں۔ اگرچہ آدمی تو ہیں۔ مگر اس قابلیت کے نہیں۔ جن کو جہاں بھیجنے کی ضرورت ہو بھیجے جا سکیں۔ اور دراصل یہ ہماری کوتاہی ہے۔ کہ ہم نے تیس برس کے عرصہ میں ایسے آدمی کافی تعداد میں پیدا نہیں کئے۔ جن سے ہم تبلیغ کا پورا پورا کام لے سکیں اسی ہفتہ میں بغداد سے ایک تار آئی ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ وہیں ایک مبلغ کی فوراً ضرورت ہے۔ یہ ایک نیا میدان ہے جب سے ترکوں کو شکست ہوئی ہے اور ہماری گورنمنٹ اس علاقہ پر قابض ہوئی ہے مختلف مشنوں کے آدمیوں نے اس علاقہ میں اپنا ڈیرا جمالیا ہے مگر وہ لوگ پادری کی حیثیت میں نہیں گئے۔ بلکہ ڈاکٹر بن کر گئے ہیں۔ اور زخمیوں کا علاج کرتے ہیں۔ اور اس عرصہ میں قریباً دو ہزار پادری امریکہ سے وہاں پہنچ چکا ہے۔ جن سے واقف کار لوگوں کو اتنا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ کہ وہ کہتے ہیں کہ چالیس پچاس برس میں سارے کا سارا یہ علاقہ عیسائی ہو جائیگا۔

بغداد کی اہمیت

بغداد اتنا مشہور شہر ہے کہ وہ لوگ بھی جو تاریخ سے ناواقف ہیں۔ اور دیہات کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس کو جانتے ہیں۔ کیونکہ بغداد ایک وقت میں دنیا کا نقطہ مرکزی بنا ہوا تھا۔ اور دنیا اس کے گرد چکر کھا رہی تھی۔ اور وہ گویا علوم ظاہری کے لئے بطور کعبہ تھا۔ جس طرح رُوحانیت کے لئے مکہ کعبہ تھا۔ چھ سو سال تک وہاں خلافت اسلامیہ قائم رہی۔ اور دنیا کے ایک بڑے حصہ پر وہاں کی حکومت تھی۔ بہت کم لوگ ہونگے جنہوں نے ہارون الرشید کا نام نہ سُنا ہو گا۔ حتی کہ قصہ کہانیوں میں جنوں کے ساتھ اس کا ذکر آ جاتا ہے۔ گویا کہ اس کی شہرت نے عالمگیر رنگ اختیار کر لیا ہے۔ علاوہ اس کے ہندوستان سے اس کا ایک خاص تعلق رُوحانی بھی ہے اور وہ یہ ہے۔ کہ سید عبد القادر جیلانی بغداد میں ہی پڑھے۔ اور وہیں فوت ہوئے۔ اور ہندوستان میں ان کے ماننے والے بکثرت ہیں۔ اور یہاں سے بہت سے لوگ ان کے مقبرہ کی زیارت کو اب بھی جاتے ہیں۔ غرض بغداد مسلمانوں میں ایک خاص اور اہمیت رکھتا ہے۔ کبھی زمانہ میں وہ اتنا بڑا شہر تھا۔ کہ کئی لاکھ حمام اس میں تھے۔ اور جہاں لاکھوں حمام ہوں گے۔ تو حماموں میں نہانے والے بھی اسی نسبت سے ہونے چاہئیں۔ اور وہاں بہت بڑے بڑے کتب خانے تھے۔ اور تمام دنیا کے علماء و فضلاء کا مرجع تھا۔ بنو اُمیہ جو حضرت معاویہ کے خاندان کے لوگ تھے۔ ان کی حکومت ایک سو سال تک رہی۔ ان کی بربادی پر بنو عباس جو حضرت نبی کریم صلعم کے چچا حضرت عباس کی اولاد سے تھے۔ ان کی حکومت قائم ہوئی۔ اور انہوں نے بغداد کو اپنا دارالخلافہ بنایا۔ اور کئی سو سال تک سپین کے سوا باقی تمام اسلامی دنیا

افغانستان - ایران - عراق عرب - شام - مصر - افریقہ ایشیاء کوچک - سائبیریا اور روس کے بعض علاقوں پر ان کی حکومت رہی - غرض وہ ایک لمبے عرصہ تک اسلامی دنیا کا مرکز رہا ہے - گو مذہبی نہ سہی سیاسی ہی سہی - اس طرح وہ اسلامی شہروں میں سے ایک خاص شہر ہے - اور اس پر عیسائیت نے اس جوش سے تبلیغ شروع کر دی ہے - جیسا کہ میں نے بتایا ہے چالیس پچاس برس میں خیال کیا جاتا ہے - وہ علاقہ تمام کا تمام عیسائی ہو جائے گا - جنگ کے دنوں میں اگر ہمارے پاس بھی ڈاکٹر ہوتے - تو ہم ان کو بھیجتے - وہ وہاں مفت علاج کرتے - اور دوائی بھی اپنے پاس سے دیتے جو ہم ان کو مہیا کرتے - واعظوں کو روکا جا سکتا ہے - لیکن طبیبوں کو کون روک سکتا ہے - کیونکہ وہ سب خرچ اپنے پاس سے کرتے - اور سرکار بھی ان کو روک نہ سکتی تھی - کیونکہ ان کا کوئی بوجھ سرکار پر نہ تھا - لیکن اب وہ وقت تو گیا - اب صلح ہو گئی ہے - اور کسی حد تک آزادی بھی ہو گئی ہے - مجھے تار میں یہ بھی بتایا گیا ہے - کہ وہاں کے احمدیوں نے ڈیڑھ ہزار روپیہ چندہ جمع کر لیا ہے -

احمدیت اور عیسائیت کا مقابلہ -

یہ یقینی بات ہے - کہ جہاں احمدیت گئی - وہاں عیسائیت نہیں ٹھہر سکتی - جس طرح کہ لاحول سے شیطان بھاگتا ہے - اسی طرح احمدیت سے عیسائیت بھاگتی ہے - جب عیسائیوں کو معلوم ہو جائے - کہ یہ احمدی ہے - تو وہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہمیں بحث کی اجازت ہی نہیں - مصر میں جہاں ہمارا کوئی مبلغ نہیں گیا - جب وہاں ہمارے شیخ عبد الرحمن صاحب تعلیم کے لئے گئے تھے تو وہاں عیسائیوں نے خوب شور مچایا ہوا تھا - ان کو ایک شخص ملا - جو قریب عیسائی ہو چکا تھا - انہوں نے اسکو بتایا - کہ دیکھو قرآن شریف سے تو مسیح کی وفات ثابت ہے - انجیل بھی یہی کہتی ہے - چنانچہ حضرت مسیح کشمیر میں مدفون ہے - کیا وہ بھی خدا ہو سکتا ہے جب شیخ صاحب نے اس شخص کو یہ بتا کر پادری کے پاس بھیجا - تو پادری نے کہا - کہ تم قادیان ہو - اس نے کہا - میں تو نہیں جانتا کہ قادیان کیا ہے - لیکن یہ میرے سوالات ہیں - ان کا جواب دو - اس نے کہا - کہ تم سے بات کہنے کی ہمیں اجازت نہیں -

تو چھوٹے چھوٹے احمدی جن کی تعلیم ابھی ناقص ہوتی ہے - ان سے بھی عیسائی بات کہنے سے ڈرتے ہیں - ایک دفعہ ایک احمدی جو چھٹی ساتویں جماعت تک پڑھا ہوا تھا - رنگون میں بغرض تلاش معاش گیا ایک دن سیر کرتا ہوا ایک جگہ پہونچا - وہاں سینکڑوں کا مجمع تھا - اور ایک پادری صاحب بڑے زور سے تقریر کر رہے تھے - جب وہ تقریر کر چکے - تو اس نے اجازت چاہی - چونکہ یہ لباس اور طرز سے سادہ معلوم ہوتا تھا - پادری صاحب نے خیال کیا کہ جب یہ سوال کر کے شرمندہ ہوگا تو میرا لوگوں پر خوب اثر پڑے گا اس لئے انہوں نے سوال کی اجازت دیدی - مگر جب اس احمدی نے اعتراض کئے - تو پادری صاحب گھبرا گئے - جواب تو انہوں نے دئے - مگر جب وہ احمدی جواب الجواب دینے لگا - تو وہ کہنے لگے آج تو وقت نہیں رہا - کل سہی - آخر ان سوالوں سے گھبرا کر انہوں نے وہ سلسلہ ہی بند کر دیا - یہ تو چھوٹے احمدیوں کے مقابلہ کا حال ہے - جو زیادہ واقف ہوتے ہیں - ان سے تو واقعی پادریوں کی روح کانپتی ہے - ایک دفعہ حضرت خلیفۂ اول نے مفتی محمد صادق صاحب کو راولپنڈی کے علاقہ میں جہاں ایک مشہور دنگل ہوتا تھا - اور عیسائیوں نے بھی خیمہ لگائے ہوئے تھے بھیجا جونہی کہ مفتی صاحب پہونچے - انہوں نے اپنے خیمہ وغیرہ اٹھا لئے - اور وہاں سے چلے گئے -

غرض احمدیت کے مقابلہ میں عیسائیت بالکل نہیں ٹھہر سکتی - عیسائیت اور احمدیت کی ایسی ہی مثال ہے - جیسی آگ اور پانی کی - آگ خواہ کتنی ہی تیز ہو - پانی کے سامنے نہیں ٹھیر سکتی - پس عیسائیت آگ ہے - اور احمدیت پانی - عیسائیت ظلمت ہے - اور احمدیت روشنی - اب سورج چڑھ گیا - جہاں اس کی روشنی پہونچیگی - عیسائیت کی ظلمت وہاں نہیں ٹھیر سکتی خواہ کتنی ہی دیواریں بلند کی جائیں - یہ واقعہ ہے - کہ جہاں احمدیت پہونچی - وہاں سے عیسائیت بھاگنا شروع ہو جاتی ہے - دوسرے مسلمان جو غیر احمدی ہیں - ان کا بھی فرض ہے - کہ ادھر متوجہ ہوں - مگر ان کے پاس وہ ہتھیار نہیں - جو ہمارے پاس ہیں - اس لئے وہ عیسائیت کا مقابلہ نہیں کر سکتے - اس لئے عراق عجم کی جو حالت ہے اس کی درستی کے لئے اور وہاں کے غیر احمدی مسلمانوں کو عیسائیت کی آگ سے بچانے کے لئے ہمیں وہاں آدمی بھیجنے چاہئیں - مجھے اس تار سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے غالباً گورنمنٹ سے اجازت لے لی ہے پس یہ ایک نیا میدان نکلا ہے - اگرچہ وہاں کے چند سو احمدیوں نے ہمت کر کے ڈیڑھ ہزار روپیہ جمع کر لیا ہے مگر یہ ایک عارضی بات ہے - کیونکہ وہ لوگ ملازمت پر گئے ہوئے ہیں - اور اپنی مدتیں ختم ہونے پر واپس آ جائینگے اس لئے وہاں کا یہ خرچ بھی یہاں کے احمدیوں کو ہی برداشت کرنا پڑے گا - پس وہ علاقہ مدد کا مستحق ہے - کیونکہ وہ علوم کا مرکز رہا ہے - اور دنیا نے اس سے فائدہ اٹھایا ہے - وہاں دنیا کے روحانی استاد بھی جمع رہے ہیں - وہ اسلام کی خلافت کا بھی مرکز تھا - ان کا ہم پر بھی احسان ہے - کیونکہ منگولی قوم کے لوگ بغداد کو فتح کرنے کے بعد مسلمان ہوئے - گویا فاتح ہو کر مفتوح ہو گئے - اس لئے ہم پر ایک احسان تھا - کیونکہ وہ حضرت صاحب کے آباء تھے - اور حضرت صاحب کے ذریعہ تمام ہم پر احسان ہوا - اس لئے وہاں کے قدیم باشندوں کو عیسائیت کے تاریک گڑھے سے نکالنے کے لئے احمدیوں کو جد و جہد کرنی چاہیئے *

لوگ سیاست کو روتے ہیں ہمیں مذہب کا غم ہے

لوگ تو پیٹتے ہیں کہ ہماری سیاست گئی - حالانکہ پیٹنے کی چیز یہ ہے کہ مذہب ہاتھوں سے جا رہا ہے - نادان حکومتوں کو رو رہے ہیں - حالانکہ رونے کا مقام یہ ہے - کہ اسلام سے لوگ بے بہرہ ہو رہے ہیں - اگر تمام کی تمام حکومتیں مسلمانوں کی ہوں - مگر ان میں اسلام نہ ہو - تو ان حکومتوں سے کیا فائدہ ؟ ہم کہتے ہیں دنیا میں ایک بھی

تقریر ... صفحہ ۱۱ کالم اول

جاء الحق وزھق الباطل۔ ان الباطل کان زھوقا

طاعون کے متعلق پیشگوئی

اور

ثناء اللہ کی یاوہ گوئی

غیر احمدیوں کا تحریری اقرار۔ اور انعامی مباحثہ سے فرار

یکم اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء کو مولوی ثناء اللہ امرتسری نے جامع مسجد قصبے میں ایک لیکچر خاص احمدی سلسلہ کے خلاف دیا جس میں انہوں نے قادیان میں طاعون کے متعلق مسیح موعود کی پیشگوئی پر بہت تمسخر اڑایا اور کہا مرزا صاحب کی اصل پیشگوئی یہ تھی کہ قادیان میں طاعون نہ پڑے گی۔ مگر خدا تعالیٰ نے اس پیشگوئی کو جھوٹا کرنے کے لئے قادیان میں طاعون بھیجدی۔ خاتمہ لیکچر پر ہم نے چاہا کہ مولوی صاحب کے اعتراضات کا جواب دیدیں لیکن بانیان جلسہ کو جواب سننے کی طاقت نہ تھی اور ادھر مولوی صاحب کو اپنی جھوٹی عزت پر بٹہ لگنے کا خیال دامنگیر تھا اس لیے ہمیں جواب دینے کی اجازت نہ ہوئی بلکہ حافظ عبد الحکیم صاحب جو بخیال خویش میر منشی ہیں وہ بول اُٹھے کہ آؤ ہمارے ساتھ بحث کر لو اور جگہ اور وقت کا فیصلہ کر لو۔ ہم نے یہ بھی غنیمت سمجھا اور آپکا چیلنج فوراً منظور کر لیا۔ اور ۵ ماہ اکتوبر کو انکے مقرر کردہ مکان پر ہم وقت مقررہ پر شرائط مباحثہ کے تصفیہ کے لئے پہنچ گئے۔ اور تھوڑی دیر بعد حافظ صاحب بھی تشریف لے آئے قریباً چار گھنٹے کی بحث کے بعد مندرجہ ذیل تحریری معاہدہ ہوگیا۔

معاھدہ

حافظ عبد الحکیم کی تحریر

بحث اور انعام

ہم مولوی عمر الدین صاحب کو ایک سو روپیہ دینگے اگر وہ ثابت کر دیں کہ مرزا صاحب کی کوئی پیشگوئی اس بات کے متعلق تھی کہ قادیان میں طاعون نہ پڑیگا۔ اگر وہ اس بات کو ثابت نہ کر سکیں تو انکو ایک سو روپیہ از روئے ثالثان ہمکو دینا پڑے گا۔

دستخط حافظ عبد الحکیم

دستخط عمر الدین احمدی

۵ اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء

میر منشی کا فخر

اس تحریر کو لکھکر حافظ صاحب نے میرے حوالہ کیا اور بڑے فخر سے فرمایا کہ دیکھو میری تحریر کیسی صاف ہے کوئی اگر مگر اس میں نہیں ہے اب تم بھی تحریر لکھکر دو۔

احمدی کی تحریر

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

میں اقرار کرتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی ایسی پیشگوئی نہیں ہے کہ قادیان میں ہرگز طاعون نہ پڑیگی بلکہ آپنے صاف لکھا ہے کہ انسانی برداشت تک طاعون قادیان میں بھی ہو سکتا ہے۔ اور اگر حافظ عبد الحکیم صاحب حضرت مسیح موعود کی کسی تحریر سے ثابت کر دیں کہ پیشگوئی یہ تھی کہ قادیان میں طاعون بالکل نہ ہوگی تو میں یکصد روپیہ انعام ثابت کنندہ کو دیدوں گا۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدے۔

عمر الدین احمدی ۵ اکتوبر سنہ ۱۹۱۹ء

نوٹ: تقریباً ثالثان بتعدادی فریقین ہوگا اور ہر سہ ثالثان غیر مسلم غیر احمدی و آریہ صاحبان ہونگے۔ بحث تحریری ہوگی اور فریقین کے تین تین پرچے ہونگے اور کل پرچے پبلک میں سنائے جائیں گے۔ ثبوت دعوےٰ بذمہ حافظ عبد الحکیم صاحب ہوگا۔ ثالثوں کو فیصلہ مدلل دینا ہوگا۔ اور جدھر کثرت رائے ہو وہی فریق غالب قرار دیا جائے گا۔

دستخط عمر الدین احمدی

حافظ عبد الحکیم

خلاصہ تحریریں

دونوں تحریروں کا خلاصہ صرف یہ ہے کہ اگر حافظ عبد الحکیم یہ ثابت کر دیں کہ طاعون کے متعلق حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی یہ تھی کہ

قادیان طاعون سے بکلی محفوظ رہیگا

تو احمدی جماعت حافظ صاحب کو یکصد روپیہ انعام دیگی۔ اور اگر یہ دعوےٰ ثابت نہ ہو بلکہ اس کے خلاف احمدی یہ ثابت کر دے کہ قادیان کسی حد تک طاعون زدہ ہو سکنا پیشگوئی کے اندر ہی موجود ہے تو حافظ صاحب یکصد روپیہ انعام احمدی کو دیں گے۔ اس امر سے کوئی بحث نہیں کہ پیشگوئی سچی نکلی یا جھوٹی۔

انعام

کے متعلق باہمی یہ سمجھوتہ ہوا کہ فریقین کے معاون تین سو روپیہ اکٹھا کریں یہ دو سو روپیہ فریق غالب کو انعام ہوگا۔

اہلحدیث کا فرار

مولوی ثناء اللہ کے اعتبار پر حافظ عبد الحکیم اہلحدیث نے معاہدہ تو کر لیا۔ لیکن دل میں فکر پیدا ہو گیا۔ اور لگے ہماری کتابیں تلاش کرنے کیونکہ ہمنے دیانتداری کے طور پر معاہدہ کے وقت نہیں جتا دیا تھا کہ اصل پیشگوئی یہ ہے کہ قادیان طاعون جارف سے محفوظ ہے انسانی برداشت کی حد تک طاعون ہو جانا خود مرزا صاحب نے پیشگوئی میں درج کر دیا ہے اور یہ بھی کہہ دیا کہ رعب بہرحال انہیں نبنا ہی پڑیگا

اور یہ بھی بتادیا کہ جس جگہ سے حافظ صاحب اپنا مدعا ثابت کریں گے وہیں سے ہم اپنا مدعا ثابت کردیں گے۔ پھر ہم نے مولوی ثناء اللہ کی کتاب الہامات مرزا بھی دکھادی اور کہا کہ اس میں سے بھی انکا مدعا ثابت نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ان کے ایک دوست نے الہامات مرزا میں سے بعض اقتباسات پڑھے بھی اور ہم نے انہیں سمجھا دیا اور انکے ایک دوست نے یہاں تک کہدیا کہ شاید اصل بات یہ ہو گی کہ ایک جگہ تو لکھدیا ہو گا کہ قادیان طاعون سے محفوظ رہے گی پھر آگے چلکر یہ لکھدیا ہو گا کہ کسی قدر طاعون قادیان میں بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن بایں ہمہ حافظ صاحب نے وہ تحریر لکھدی جو اوپر درج ہے ؞

آئینہ حق نما کا اثر

اب حافظ صاحب نے آئینہ حق نما بجواب الہامات مرزا کو جو پڑھا تو انکا دل خود بخود انہیں ملزم کرنے لگا۔ اور بحث کا حوصلہ جاتا رہا اور مولوی عمر الدین صاحب کو ٹیلیفون پر کہا کہ بہتر ہو کہ پہلی دو الگ الگ تحریروں کے بجائے ایک مشترکہ تحریر کر لی جائے۔ کیونکہ میری پہلی تحریر اور آپ کی تحریر متضاد ہیں ؞

مولوی عمر الدین نے اس کے جواب میں انہیں کہا کہ بہر حال میری اور آپکی تحریر متضاد ہی ہو گی کیونکہ میرا اور آپکا دعوٰے ایک دوسرے کے مقابل پر ہے اور اسی لئے بحث ہو رہی ہے کہ پہلی تحریریں کافی ہیں ؞

حافظ صاحب کا اور خط

اب حافظ صاحب نے مولوی عمر الدین کو ایک خط لکھا جسمیں انہوں نے لکھا کہ "آپ اگر تکلیف کر کے آج شام کے ۵ بجے میرے مکان پر تشریف لادیں تو دونوں اکٹھے بیٹھکر دو مختلف تحریروں کی بجائے ایک جائنٹ تحریر لکھکر ثالثوں کا فیصلہ کرلیں ؞

بحث کی امید

اس خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ حافظ صاحب بحث کے لئے طیار ہیں اور بحث میں کوئی تبدیلی نہیں چاہتے صرف دو الگ الگ تحریریں کو ایک تحریر میں لانا چاہتے ہیں اسلئے ہم خوش ہوئے اور حافظ صاحب کے مکان پر پہنچگئے اور اب حیرت پر حیرت ہوئی

حیرت

ہماری حیرت کی کوئی حد نہ رہی جب ہمنے دیکھا کہ حافظ صاحب باوجود ہمارے ہر طرح سمجھانے کے اور بجھانے پر قائل ہو جانیکے اصل بحث کی بجائے ایک نئی بحث کرنا چاہتے ہیں چنانچہ انہوں نے مندرجہ ذیل تحریر پیش کی اور کہا کہ بحث اس کے مطابق ہو گی ؞

نئی تجویز

"اگر حافظ عبد الحکیم صاحب، مرزا غلام احمد صاحب کی کسی تحریر میں یہ دکھادیں کہ مرزا صاحب نے اپنے دعوے مسیح موعود کی تائید میں یہ لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے قادیان کو طاعون سے محفوظ رکھا تو مولوی عمر الدین صاحب حافظ صاحب کو یکصد روپیہ انعام دینگے۔ اور اگر حافظ عبد الحکیم صاحب کوئی ایسی تحریر نہ دکھا سکیں تو وہ مولوی عمر الدین صاحب کو یکصد روپیہ بطور انعام دینگے۔ اس اقرار نامہ کے اوپر دستخط کر کے فریقین اپنے آپکو پابند کرتے ہیں۔ اس امر کا فیصلہ کہ کون فریق مستحق انعام ہے تین منصف جو نہ مسلم ہوں نہ عیسائی اور نہ ہی آریہ بکثرت رائے سے کریں گے"؞

اب اس تحریر میں نہ تو کوئی پیشگوئی کا ذکر ہے اور نہ پہلے بحث کا کوئی اس سے تعلق۔ کیونکہ یہ الفاظ "خدا نے قادیان کو طاعون سے محفوظ رکھا" کے اندر حفاظت سے مراد وہی حفاظت ہو سکتی ہے جو اصل پیشگوئی میں وعدہ دی گئی ہو اور دوسرے اگر ان الفاظ کے لکھنے کے وقت قادیان بکلی طاعون سے محفوظ ہو تو بھی یہ الفاظ آیندہ کے متعلق کوئی پیشگوئی نہیں یہ باتیں حافظ صاحب کو کہو مکر جب سمجھائی گئیں تو حافظ صاحب فرمانے لگے میرا تو ہیڈ ٹرل (سر پریشان) ہو گیا ہے۔ لیکن اصل بات یہ تھی کہ

فبھت الذی کفر

طاعون کی پیشگوئی کی تحقیقات

چونکہ حافظ صاحب بار بار یہ کہتے تھے میں تو یہی بحث کرونگا کہ قادیان میں طاعون کی پیشگوئی سچی ہو یا جھوٹی اور ساتھ ہی یہ فرمایا کہ میرا تو یہی وعدہ ہے تب مولوی عمر الدین نے انکی تحریر انکے سامنے رکھی اور کہا کہ اسمیں تو یہ وعدہ نہیں ہے تب انہوں نے کہا کہ میرا مطلب یہی تھا تب مولوی عمر الدین صاحب نے انہیں کہا کہ اچھا بتاؤ آپکے نزدیک یہ پیشگوئی اسلئے جھوٹی ہے کہ قادیان میں طاعون پڑگئی تھی حافظ صاحب نے کہا ہاں۔ مولوی عمر الدین صاحب نے کہا کہ بس ثابت ہوا کہ اصل پیشگوئی یہ تھی کہ قادیان میں طاعون نہ پڑیگی۔ اب حافظ صاحب نے مجبوراً اقرار کر لیا کہ ہاں اصل پیشگوئی یہ تھی۔ تب انہوں نے کہا اسکا ثبوت اگر آپ دیدیں تو آپکو انعام ملیگا جیسا کہ تحریر ہو چکا اب اور کوئی بحث نہ ہو گی ؞

پیشگوئی میں تضاد

اب حافظ صاحب نے کہا کہ دراصل پیشگوئی میں تضاد ہے مولوی عمر الدین صاحب نے کہا اسکا آپکو کیا ڈر ہے اگر تضاد ہو سکتا ہے تو فریقین کے لئے یہ امر مساوی ہے بلکہ آپ زیادہ ڈر ہے۔ لیکن اگر اس پیشگوئی کے متعلق تضاد دکھادیں تو سو روپیہ اور انعام لگا دو کھویہ تم کر سکتے ہو نہ کوئی اور لیکن اگر تضاد ثابت ہوا تو ہم اور آپ برابر رہینگے۔ مگر یہ تب ہی ممکن ہے جب آپ یہ تحریر دکھادیں کہ حضرت مرزا صاحب نے کہیں یہ لکھا ہو کہ قادیان میں بالکل طاعون نہ ہو گی اور یہ وہ دعوٰے ہے جو آپ ثابت نہیں کر سکتے ؞

حافظ صاحب کا اقرار

بلا شبہ جس طرح آپ چاہتے ہیں اس طرح تو دنیا میں کوئی نہیں جو ثبوت دے سکے ہم نے کہا بہت اچھا پھر آپ ہار گئے اور ثالثوں کے فیصلہ کی بجائے خود ہی آپنے تسلیم کر لیا۔ اسلئے ہم انعام کے مستحق ہیں۔ لیکن اب حافظ صاحب کا جواب صرف یہ تھا کہ میں تو یہی بحث کرونگا کہ یہ پیشگوئی سچی نکلی یا جھوٹی جسپر غالباً انکا دل ہی انہیں ملامت کرتا ہو گا اور انکے دوستوں نے تو مولوی عمر الدین صاحب کے سامنے اقرار کیا ہے کہ حافظ صاحب سے غلطی ہو گئی ؞

تنگ آمد بجنگ آمد

ہم نے حافظ صاحب کو جبکہ ڈونش میں پایا کہ یا تو بحث کر دیا ہار تو اور مال غنیمت ہمارے حوالہ کرو ہم اسے اشاعت اسلام میں خرچ کر دینگے اور ساتھ ہی پیشگوئی میں تضاد ثابت کرنیکے لئے بھی چیلنج کیا اور ثابت کرنیکی صورت یکصد مزید انعام دینے کا اقرار کیا اگر حافظ صاحب کا دل تو ہار چکا تھا اب وہ مقابلہ کرتے تو کیا کرتے جواب میں گالیوں سے بھرا ہوا خط بھیجا اور لکھدیا کہ میں آپکو مخاطب کرنا اپنی کسر شان سمجھتا ہوں حافظ صاحب کی شان تو انکے خط سے ظاہر ہے کیونکہ انہوں نے خط میں وہ روش اختیار کی جسکو کوئی شریف انسان جائز نہیں سمجھتا۔ بہر حال وہ معذور ہیں ہم گالیوں کا جواب حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں ہی دیتے ہیں گالیاں سنکے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہمنے ؞ تیرے ہی منہ کی قسم میرے پیارے احمد

برکت علی سکریٹری انجمن احمدیہ شملہ

(بقیہ از صفحہ ۸ کالم ۳)

مسلمانوں کی حکومت ہو۔ مگر لوگ سب کے سب اسلام کے خادم بنجائیں۔ اگرچہ یہ ناممکن ہے کہ سب لوگ تمام اسلام کو قبول کریں اور پھر بھی مسلمانوں کی حکومت نہ ہو۔ پس ہم میں اور ان غیر احمدیوں میں یہی فرق ہے کہ وہ مرض کا غلط علاج کرتے ہیں اور ہم صحیح علاج کرتے ہیں۔ ہم منبع کو روکنے کی فکر میں ہیں۔ اور وہ مرض کے اصل علاج سے غافل۔ اگر مسلمان اسلام پر قائم ہوتے تو وہ ان حکومتوں کو مسلمان بنانے کی فکر کرتے۔ جب یہ لوگ مسلمان ہو جاتے۔ تو بجائے اس کے کہ ان کی تلوار مسلمانوں کے خلاف نکلتی۔ ان کی تائید میں ہو جاتی۔ تیرہ سو برس سے موقعہ تھا کہ یہ لوگ یورپ میں تبلیغ اسلام کرتے۔ اور یورپ کو مسلمان بناتے۔ مگر ادھر انہوں نے توجہ نہیں کی۔ برخلاف اس کے عیسائیوں کی ترقی سولھویں صدی میں شروع ہوئی۔ اس عرصہ میں انہوں نے لاکھوں اور کروڑوں انسانوں کو عیسائی بنا لیا اور یہ اس غلطی کا خمیازہ ہے۔ جو یہ بھگت رہے ہیں۔ حالانکہ عیسائیت وہ مذہب ہے۔ جسمیں ذرہ بھی جان نہیں۔ ان کے پاس وہ مذہب تھا۔ جس کو لیکر یہ دنیا کو اِس سرے سے اُس سرے تک تبلیغ کے ذریعہ مسلمان بنا سکتے تھے۔ مگر یہ ان کی غلطی تھی۔ کہ انہوں نے تبلیغ اسلام سے کوتاہی کی۔ اور اب اس غلطی کا علاج بجز احمدیت کے اور کوئی نہیں ۔

پس اسلام کی ترقی تم سے وابستہ ہے۔ اس لئے تمہارا فرض ہے کہ ہوشیاری سے کام لو۔ یہ بوجھ تم پر اس لئے ڈالا گیا ہے۔ کہ تم اس کو برداشت کرو۔ اور اس کو منزل مقصود پر پہنچاؤ۔ اگر تم سستی کرو گے تو یاد رکھو۔ تم بھی میں ڈالے جاؤ گے۔ اسلام کی ترقی کا بوجھ تمہارے سروں پر رکھا گیا ہے۔ اس لئے اس کو منزل پر پہنچانے کے لئے ہمت کرو۔ اگر ایسا نہیں کرو گے اور غفلت سے کام لو گے۔ تو اس بوجھ کے نیچے دب جاؤ گے۔ اب وقت ہے کہ اسلام کی خدمت اپنے علم سے کرو۔ اپنے مال سے کرو۔ جو لوگ جسمانی خدمت کر سکتے ہیں۔ وہ جسمانی خدمت کریں۔ جو وقت سے کر سکتے ہیں۔ وقت سے۔ جو تدبیر سے کر سکتے ہیں۔ تدبیر سے کریں۔ غرض اسلام کی ترقی تم سے وابستہ ہے۔ اب وہ وقت ہے۔ کہ ایک لمحہ بھی ضایع نہیں ہونا چاہیئے۔ ہمیں اپنی ذمہ واریاں سمجھنی اور اپنے فرائض بجالانے چاہئیں۔

خدا تعالےٰ مجھے اور آپ کو اپنے اپنے فرائض کے سمجھنے کی توفیق دے۔ اور اسلام ہماری زندگیوں میں دنیا میں پھیل جائے۔ اور ہم اس کام کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھ لیں۔ جس کیلئے مسیح موعود کو بھیجا گیا ۔

درمیانہ قد - گندم رنگ - عرصہ دو تین ماہ سے گم ہے - اگر کسی صاحب کو ملے تو ذیل کے پتہ پر بذریعہ تار اطلاع دیں - اور اسکو کبھی تیرا والد سخت بیمار اور تیری جدائی کے صدمہ سے پاگل ہے - تو فوراً یہاں پہنچ - جو کچھ تو کہیگا - ہم ماننے کے لئے تیار ہیں -

شیخ محمد اسمٰعیل مولا بخش - لائل پور

میں کیا ہوں ؟

(۱) ہوں تو ایک سرمہ پر مجھے یہ عزت حاصل ہے کہ ایک دینا کے نامی گرامی طبیب کے سالہا سال کے تجربات کا نچوڑ ہوں ۔ (۲) آنکھوں کی روشنی کے بڑھانے کے لئے اکسیر ہوں - (۳) سب امراض چشم کو دور کرتا ہوں - (۴) میرے استعمال سے کسی قسم کی بے چینی نہیں ہوتی - بلکہ پہلی ہی سلائی سے تسکین معلوم ہوتی ہے (۵) باوجود ان سب مفاد کے قیمت میری برائے نام ایک روپیہ فی تولہ مقرر ہے (۶) شفاخانہ حضرت مولوی نور الدین صاحب رضہ سے حکیم امیر احمد قریشی قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے مل سکتا ہوں ۔

نئی گھڑیاں

بمعہ گارنٹی

جیبی کلائی اور ریسٹ اینڈ کو کی گھڑیاں قیمت کم از کم ۵ سے ۱۲ عمدہ قسم گارنٹی دو سال

مختلف قسم کی پائدار گھڑیاں قیمت ۵ سے ۱۲ تک گارنٹی دو و چار سال رسکوپ وغیرہ قیمت عہ تا ہے - بغیر گارنٹی نہیں ایک درجن کے خریدار کو ایک گھڑی مفت نصف درجن پر محصول معاف - احباب فرمایش کریں - ہم بکمال خیر خواہی عمدہ مال بھیجیں گے ۔

جگا نیوالے بڑے ٹائم پیس مضبوط قسم کے عرصہ تک چلنے والے قیمت معہ محصول چھ روپے

المشتہر - ایچ سخاوت علی احمدی مرچنٹ اینڈ واچ ریپرر شاہجہانپور

سنین تاریخ احمدی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیدائش سے لیکر حال تک کے تاریخی واقعات متعلقہ سلسلہ حقہ سنہ وار - حصہ اول ۱ر - حصہ دوم زیر طبع ۲ر

اتالیق نمبر ۴ و ۵

ایام جلسہ میں چھپکر مستقل خریداروں کو مل گیا تھا - دوسرے احباب ۴ر قیمت پر جب چاہیں منگا سکتے ہیں - اس سے پچھلے پرچوں کی قیمت گو الگ الگ لینے والوں کیلئے نمبر ۱ کے ۲ر اور نمبر ۲ و ۳ کے ۳ر ہو - مگر تینوں پرچے اکٹھے رعایتاً ۸ر میں ملتے ہیں - یہ رسالہ لڑکوں لڑکیوں اور خاصکر طلباء کے حق میں بفضل خدا مفید و ضروری سمجھا گیا ہے - فی الحال بلا تعین تاریخ نکلتا ہے - کافی خریدار پیدا ہو جاتے پر باقاعدہ ماہوار کر دیا جائیگا - انشاء اللہ - مستقل شائقین سے اتالیق کی فیس ۱ عہ سالانہ اور ۱۰ر ششماہی لی جاتی ہے ۔

معین المبلغین طبع ثانی - بہت سے ضروری اضافوں اور مناسب اصلاح کے بعد زیر طبع ہے انشاء اللہ اس مہینے میں تیار ہو جائیگا - قیمت ۸ر پیشگی مدد دینے والے ۶ر - سلسلہ کی دیگر کتب موجودہ بھی خاکسار سے مل سکتی ہیں ۔

حقیقۃ الوحی - مجلد ۶ عہ

ملنے کا پتہ :- احمد حسین فرید آبادی قادیان

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

نمبر ۶

بعدالت صاحب بہادر افسر مال ضلع گورداسپور

کالو و کھیڑا و بھولا پسران بہالا ذات جٹ سکنا نیوال جوتی پور تحصیل شکرگڑھ ضلع گورداسپور - مدعیان

بنام سنگھ ولد پنجاب سنگھ ذات جٹ سکنہ چک ۱۳ تحصیل و ضلع منٹگمری - حاکم سنگھ ولد جوالا ذات جٹ سکنہ چک ۱۳ تحصیل و ضلع لائلپور - دھاوا ولد جوالا ذات جٹ سکنہ رچھاڑہ تحصیل و ضلع سیالکوٹ - مدعا علیہم

درخواست حسب دفعہ ۴ ایکٹ نمبر ۲ ۱۹۱۳ء انفکاک رہن موازی ۸۹ کنال اراضی نمبری خسرہ ۵۵۶ - ۶۰۸ - ۶۰۷ - ۶۰۸ - ۶۰۸ کھاتہ ۲۴ کھتونی ۴۶ تا ۴۸ جمعبندی ۱۹۱۵ء واقعہ نیوال جوتی پورہ بادائے ۲۰۵/

رپورٹ سمنات سے پایا جاتا ہے کہ مدعا علیہم عمداً تعمیل سمن سے گریز کرتے ہیں - اور حاضر ہو کر جوابدہی مقدمہ نہیں کی ہے اسلئے بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہم مورخہ ۲ - فروری ۱۹۲۰ء کو بوقت ۱۰ بجے دن کے عدالت ہذا میں حاضر ہو کر جوابدہی نہیں کرینگے - تو اسکے برخلاف کارروائی یکطرفہ کیجاویگی لہذا یہ اشتہار ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا گیا ہے

دستخط و مہر عدالت افسر مال بہادر گورداسپور

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

نمبر ۴

بعدالت صاحب بہادر آفیسر مال ضلع گورداسپور

بدر و شاہ وغیرہ ذات فقیر سکنہ تا جووالی تحصیل شکرگڑھ - مدعیان

بوٹا وغیرہ ۴۳ کس سکنا صابر پور وغیرہ - مدعا علیہم

دعوے اثبات حق دخیلکاری اراضی ۵ کنال دو مرلہ نمبری خسرہ ۲۵۷ و ۲۵۶ کھاتہ نمبر ۴۲ / ۱۴۱ تا ۱۴۲ جمعبندی ۱۹۱۵ و ۱۶ء منجملہ مدعا علیہم مسمیان حاکو و نواب و علی محمد پسران شادی گوجر سکنا بجنفیا ریاست جموں - غلام و رمضان پسران جھنڈا گوجر ٹھکرکورہ تحصیل قصور کالو و خیر الدین ولا لو پسران فضلا ذات گوجر ساکن ٹھکرکورہ تحصیل قصور - منگتا ولد الفا و اللہ دتا ولد گھسیٹا گوجر سکنا صابر پورہ - حسّو ولد خزانہ گوجر ساکن کاہان ساؤ تحصیل اکھنور ریاست جموں مدعا علیہم پر تعمیل سمن نہیں ہوتی ہے - معلوم ہوتا ہے کہ وہ عمداً تعمیل سمن سے گریز کرتے ہیں - اسلئے بذریعہ اشتہار ہذا مشتہر کیا جاتا ہے کہ اگر مدعا علیہم مذکوران مورخہ ۱۶ - فروری ۱۹۲۰ء کو بوقت دس بجے دن کے حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی نہیں کرینگے - تو ان کے برخلاف کارروائی یکطرفہ کی جائیگی - لہذا یہ اشتہار ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری کیا جاتا ہے -

دستخط - صاحب افسر مال گورداسپور

(... ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا)